

شايد کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

قمر صدیقی

قرصانی



جربات نامناسب ہے، وہ یہ ہے کہ ہم انگریزی کے مقابلے میں اپنی زبان کو کمزور چکی زبان سمجھیں۔ اپنی زبان بولنے والوں کو کم پڑھا کھا سمجھیں۔ اپنی زبان کی قدر کرنے والوں کو دیتی تویی

اور پرانے خیالات کا حاوی سمجھیں۔ میں چاہتی ہوں کہ ہم جس طرح اپنے ڈن پر فخر کرتے ہیں اسی طرح اپنی زبان پر بھی فخر کریں۔ اردو بولیں اور اپنے بچوں کو بھی اردو میں بات چیت کرنے کی ترغیب دیں، ان کی ہمت افرادی کریں، انہیں اردو لکھنا پڑھنا سکھائیں، کم از کم اس حد تک کہ وہ اردو میں خط و کتابت کر سکیں، امریکہ میں شائع ہونے والے اردو اخبارات کو پڑھ سکیں اور دنیا کے احوال سے اپنی زبان کے تسلط سے واقف ہو سکیں۔

امریکے کے رہنماییں جہاں جہاں سلطانوں کی ایک بڑی تعداد رہا، اُن پر یہ ہے وہاں یہ بات بڑی مبارک اور قابل فخر ہے کہ وہاں مساجد اور اسلامی مرکز میں دینی تعلیم کا علم ہے۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اگر اسی طرح اردو تعلیم کا بھی علم ہو جائے تو یہ ایک بڑی قومی خدمت ہوگی۔ اس خدمت اور ضرورت کو وہ خواتین رضا کاران طور پر بڑی آسانی سے سر انجام دے سکتی ہیں جو پڑھنے لکھنے ہیں لیکن گھر سے باہر کام نہیں کر سکیں اور جن کا زیادہ تر وقت گرفتار ہے اسے ارادہ بولنے کے لئے اس سے میں صرف ہوتا ہے۔ حقیقت میں ایک دوبار اگر وہ دیکھنے پہنچنے کو ارادہ پڑھاتے ہیں مگر اس تو اس سے ایک قومی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور اس خدمت سے ان کو جو روحانی خوشی اور تکھیں ملے گی وہ ایک طرح کا بوٹا ہو گا۔ یہ کام بجاۓ خود ایک سلسلہ ہوتا ہے۔

پہلی بات جو بھیں اپنے بچوں کو زہن نہیں کرائی چاہیے وہ یہ کہ اردو ہماری زبان ہے، اسے بولنا یا اس فریہ کا عمل شرم نہیں بلکہ اس سے نہ واقفیت قابل شرم ہے۔ اگر انگریزی زبان کے بولنا یا اس فریہ کا عمل شرم نہیں بلکہ اس سے نہ واقفیت قابل شرم ہے۔ اگر انگریزی زبان کے ساتھ ساتھ اردو زبان پر بھی اتنا ہی عبور رکھتے ہیں تو یہ ہماری لیاقت کا دوہرا ثبوت ہو گا۔ اکثر اعلیٰ تعلیم یا تو لوگ ایک سے زیادہ زبانوں پر عبور رکھتے ہیں۔ ادب، تاریخ، فلسفہ، نظریات، میان الاقوامی سیاست..... ان میں سے ہر مضمون کا مطالعہ کرنے اور ان پر تحقیق کرنے کے لئے مختلف زبانوں کا علم بھی مدد و معاون ہاتھ ہوتا ہے بلکہ بعض صورتوں میں تو ازاں بس ضروری ہوتا ہے۔ اسی لئے بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں مختلف زبانوں کے شعبے ہوتے ہیں گواہ جس طرح مختلف مذاہیں کا علم و مطالعہ اعلیٰ تعلیم کا میavar ویا نہ ہوتا ہے اسی طرح مختلف زبانوں سے واقفیت بھی نہ صرف یہ کہ ہمارے اعلیٰ تعلیم یا اذن ہونے کی نمائندگی کرتی ہے بلکہ ہمیں وسیع انظری اور روزانہ خوبی بھی عطا کرتی ہے۔

انگریزی زبان کے ساتھ ساتھ اگر ہمیں اردو زبان پر بھی عبور حاصل ہو اور ہم اور ہمارے پیچے اردو ادب سے بھی اسی طرح استفادہ کر سکیں جس طرح انگریزی زبان و ادب سے کرتے ہیں تو اس سے میں وہ فوائد حاصل ہوں گے جو ایک سے زیادہ زبانوں کا علم رکھنے والے لوگوں کو وہ اپنی اور قلمی انتباہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ گویا اردو چاتا اور بولنا ہماری قدر و قیمت کو اور ہمارے ذہنی اور قلمی معیار کو بڑھاتے میں مددگار ہوتا ہے۔

مر صغیر سے جھرت کر کے امریکہ میں بنتے والے لوگوں کو جہاں دوسرا گوئی گوں سائل کا حال کچھ ایسی ہے کہ والدین، خاص طور پر ماں میں یا خاتون خانہ انوں میں صورت ہوئی ہے۔ زیادہ تر خانہ انوں کو کوئی اور علاقائی زبان بولتی ہیں، بہت سی خواتین انگریزی زبان سے بالکل ہی نادافت ہیں، کچھ ایسی ہیں جو انگریزی چاہتی تو یہیں لکھن آسانی سے یاروانی سے بچتی ہیں، کچھ ایسی ہیں جو انگریزی زبان پر عبور رکھنے کے باوجود وہ اپنی زبان میں ہی لکھنے کا پسند کرتی ہیں۔ ایسے مطلبے میں جاہل میں جو بچے بڑھتے ہو رہے پا رہے ہیں ان کا عام طور پر یہ حال ہے کہ یا تو وہ اپنی ماں و باری زبان قطعی طور پر بھیں بول سکتے یا تو فی پھر ان غلط سلط اردو میں جواب دیتے ہیں یا امریکی محل کے زیر اٹ پھوایے اساحس کتھی میں جاتا ہیں کہ مادری زبان جانتے ہوئے بھی انگریزی بولنا پسند کرتے ہیں۔ پس اسی تصویریں جو میں پیش کر رہی ہوں یقین مانئے ان میں سے ایک ایک تصویریں بھری دیکھی اور مشاہدہ کی جوئی ہے۔

یہ بھی ہے کہ احوال کے اثرات سے کمل طور پر ہم نہ خود بخوبی کھٹکتے ہیں اور اس پیچے بچوں اور دیگر اہل خانہ کو بچا سکتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ ہم ان کے ایسے برے اثرات اور تباہ کو بخوبی کھٹکتے ہیں اور ان کی قیاحت اور تاریک پہلو سے بچاؤ کی کوشش بھی کر سکتے ہیں۔ امریکہ میں روکا انگریزی زبان کا استعمال ترقیتی کرنا پڑے گا اور وہ بھی کام چالا کریں بلکہ اچھی، معیاری، ہماخوار، پڑھنے سکتے اور مہذب لوگوں کی زبان کی طرح۔ میں نے "مہذب" کا لفظ خاص طور سے اس لئے استعمال کیا ہے کیونکہ آج کل انگریزی بولنے والوں کی زبان پر چھوڑ بہت سی تکھیں اور غیر مہذب۔ بلکہ میں تو کھوٹا کھوٹا اسے تلفی اور بدلاٹی سے بولتے ہیں۔

میرے لئے ان لکھنوں کو دوہرانا ضروری نہیں ہے کیونکہ ہر شخص عام طور پر ان چار حرفاً لکھنے سے واقف ہے۔ ہم بڑے لوگ، خاص طور پر ماں میں اگر ان الفاظاً کو اپنے بچوں کی زبان سے سیل تو ان کا قرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو انکی زبان بولنے سے منع کریں اور ان غیر مہذب لکھنوں سے اپنے گھر کے پاکیزہ ماہول کو آلووہ نہ ہاتے دیں۔ اگر ہم ہاپ اور صاحب خانہ ہیں تو ہمیں بھی اپنے گھر میں کم از کم بڑی اور بچوں کے سامنے ایسے الفاظ کے استعمال میں محاذ رہتا چاہے۔ جھوٹے بچے اور خاص طور پر کم عمر لڑکے اپنے باپ کو نہ سمجھ کر اسی طرح ایک رکن کرنا چاہے ہیں۔ انہیں یہ سوچ کرو گھوس کر کے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ وہ بالکل اپنے باپ کے ہیں۔

اگر وہ اپنے والدین کو قیمتی اسناد اور ملکیت کے لئے اپنے الفاظ کے اتفاق اور استعمال اور طریقہ لکھنے میں عارت ہوگا۔ لہذا ہمیں اپنے الفاظ کے اتفاق اور استعمال اور طریقہ لکھنے میں عکارہ رہنا چاہئے۔ نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے بچوں کیلئے بھی۔

ایک زمانہ تھا کہ انگریزی بولنا فیض یا بڑائی سمجھا جاتا تھا لیکن اب دور پدیدہ کے لکھنوں کے پیش نظر انگریزی زبان کا جاننا اور بولنا ایک اشد ضرورت ہے۔ آج کی کی دنیا میں جنکہ انگریزی ایک عالمیزبان اور ذریعہ تعلیم کا درج اتفاقیار کر جکی ہے، اس سے نہ واقفیت یا استغفار نہ اسی ہے۔

اس اگست کو پردے ساتھ مسالہ ہو گئے ہب چاری والدہ نے اپنے والدین بھن بھنی کو مغلیہ اور دربار کی جو لوگوں کو مجھ پر دیکھ لی آئے ہمگر کہاں کارچی کیا۔ اس ناک رداہے کے وقت انہوں نے اپنے تقریب میں پختہ خاتم۔

لطخانہ برداز کے ڈام سعدی اور ملک زریحیں شاہزادی کی حیثیت سے شکر جس اور دربار سالوں میں ان کی حیثیات شائع ہوئی۔

کس پری پختہ کارچیہوں نے قدری میں نبی اے آنس مادر اور اہم اسلامی ہر انہیں بھمے کیا۔ پختہ سے قلیل ہوں نے سات سال تک کالائی میں اس وقت لیں کے نزدیک اپنے بھلی بھلوں کی مدیگ اور گر کے ایسا پاتا ملے۔

۱۹۵۸ء میں جب ان سے کسی نے پچھا کیا ہوں نے شہروں عربی کیوں پھوجوڑی ہے اب چھوٹے تو تھے کسی اس سرچاہی پیدا ہو گئی۔ "شہزادان کا شہزاد، عربی اور صبر سے دو ہجاؤں کی طرف تھے۔" اس وقت کے کارچیہوں نے بھلی بھلوں کے بھر جو ہماری ہی کے دل سے دل کا تصور کیا ہیں اور اس کی طرف تھے۔ بھجھا اور مرکبیں کو یہ سے افسوس سے بھی زیادہ بھکھ کے کھٹکے تھے۔ پھر جو ہماری ہی کے دل اور پچھلے ہمارے ساری بھلی بھلوں میں ساری بھلی بھلوں۔ بھجھا اور مرکبیں کو ہمارے ساری بھلی بھلوں کو ہمارے ساری بھلی بھلوں کے ہمارے ساری بھلی بھلوں۔ اس وقت کے ہمارے ساری بھلی بھلوں کے ہمارے ساری بھلی بھلوں کے ہمارے ساری بھلی بھلوں کے ہمارے ساری بھلی بھلوں۔

جنماں احمد مدنی، پیغمبر اور سرکیں بھکھ کیوں کو ہمارے ساری بھلی بھلوں۔

عثمان احمد علی، پیغمبر اور سرکیں بھکھ کیوں کو ہمارے ساری بھلی بھلوں۔

عثمان احمد علی، پیغمبر اور سرکیں بھکھ کیوں کو ہمارے ساری بھلی بھلوں۔

یا ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ ہم اپنے خیالات و احساسات کو جتنے اچھے طریقے سے اپنی زبان میں پکھوڑیر کے کیلئے اپنے ملک کی میں ادا کر سکتے ہیں اتنا کسی دوسری سمجھی ہوئی زبان میں نہیں۔ اپنے دوستوں کے ساتھ اور اپنی بھلی بھلوں میں ادا کر سکتے ہیں اپنی دوسری کوپاروپارہ کرنے والی اور اس توں کو مختلف خاتموں میں تعمیر کرنے والی قوتوں کو لکھتے قاش دینے کے لئے ملکی بھکھی ایک دوسرے کے ساتھ چھوٹے کر جو لطف اپنی زبان میں بات کر کے آسکا ہے وہ اگر جو ہی زبان وہ اس کلکوں میں حصہ میں جو اور وہ بھی سرم و شریں زبان میں کی جا رہی ہے۔ ایسے موقع بھر کرنا میں ایک دوسرے سے تعارف ہونے اور کی باتیں کرنے میں قطعی نہیں آ سکتا۔ ان بھلی بھلوں میں ہماری فہرست بھی ہے۔

امریکہ میں

بین الاقوامی اردو و کانفرنس

اردو اتحاد و انتقال اور اخوت و مسادات کی زبان ہے۔ یہ زبان ہے جو تمہیں ہوں کے مابین اقسام کے تھری کیلی کرتی ہے۔ وحدت انسانی کو پاروپارہ کرنے والی اور اس توں کو مختلف خاتموں میں تعمیر کرنے والی قوتوں کو لکھتے قاش دینے کے لئے ضروری ہے کہ اردو زبان کے دوستی اور بیانگت کے پیغام کو عام کیا جائے؛ ان خیالات کا انعام اردو کے مشہور ہر سالیات اور تاقد ڈاکٹر گوبی پرہنگر تھے کیا۔

وہ بھی کوئی گزشتہ جوں، منعقد ہونے والی چھپی ہیں ان الاقوامی اردو کانفرنس کے انتظامی اجلاس سے طلب کر رہے تھے۔ یہ سو ڈنہ کانفرنس کی خدمت چھپی جس میں اردو ایسا نہ ہے، اردو اور اورتی ایسا نہ ہے۔ ایسا نہ ہے کہ کوئی تحریک چدید کی اور تائیں ایسا نہ ہے کہ اور کوئی تحریک چدید کی خدمات وغیرہ بھی موقوفہ میں پروردہ جن سے زیادہ مقامے قیش کے گے۔ اس کانفرنس کا مقصد اخلاقی پارک سے شائع ہونے والے اردو اخبار اور دو اخترنے کیا تھا۔



شکاگو میں منعقد بین الاقوامی اردو کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے (دائین میں بالیں) ڈاکٹر ترقی عابدی، ڈاکٹر نارنگ، مدیر اردو ڈاکٹر خلیل الرحمن اور دیگر شرکاء

سائنس اور آرٹس کے شعبوں میں ہر یونیورسٹی کا علم کر رکھے۔ اردو کے سوترا خیل اور دو ماہنگز کے ناتھر اور دیگر ملکی جذاب ٹھیک ارمن نے درود ایسا کے سیاق وہاں میں اردو کی تعلیم کے لئے طریقہ اور تیکھکی میں وضع کرنے پڑ دیا۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ شاہی امریکہ میں اختریت کی رسمی کم و میں اور گرین ہے، اس لئے اردو کی اشاعت و ترویج کے لئے اسے درجہ بانا گزیر ہے۔ انہوں نے عشاقاں اردو سے اعلیٰ کی کسوڑ اور دوکی کا علم کر رکھے۔

ترقی پرندھریک پر پانچ مقامے میں اس آزادی ہندرٹی کے ڈاکٹر علی احمد خیال کرتے ہوئے سماجی اکیڈمی کے چہرے میں ڈاکٹر نارنگ نے کہا کہ اس زبان کا کاروائی کی صاحب اسرار دروزہ صوفی سے ملتا ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت امام الدین اولیا کا ایک واقع یاں کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک پارکی نے آپ کی تقدیم میں ایک قصہ بھیں کی۔ اس عظیم صوفی نے پیشی لیئے سے الکار کرتے ہوئے کہا کہ اگر دنیا پر لمحہ سوتی اور دھاکر لاگر دھاتا کر میں کوئی تحریک کام کر سکوں۔ ڈاکٹر نارنگ نے ملک کام جاری رکھتے ہوئے کہ، "اردو مختلف تدبیج ہوئن، مذاہب اور مختلف اقلیات اور اخلاقیات کو ہماں تیرہ ٹھکر کرنے کی قیمت خداوند صلاحیت رکھتی ہے۔"

ہوتا ہے جو درست مسلم شہر، بلکہ غیر مسلم شہر ایں بھی درست محرک ہو جائیں اور ہمارے ہے۔ انہوں نے کہا "اگر کوئی شخص شاعری کی ایک قدیم صنف سے رویز و ہوتا چاہتا ہے جو شاعر، چاں نارنگ، ایمان واقع، رنج و غم اور دوسری کریمانی تھوڑیت کا مرق بہت وہ انت اور سوترا میں کی احتفال میں صرف نظریں کر سکتا ہے۔

ترقی پرندھریک پر پانچ مقامے میں اس آزادی ہندرٹی کے ڈاکٹر علی احمد خیال کرتے ہوئے سماجی اکیڈمی کے چہرے میں ڈاکٹر نارنگ نے کہا کہ اس زبان کا کاروائی کی صاحب اسرار دروزہ صوفی سے ملتا ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت امام الدین اولیا کا ایک واقع یاں کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک پارکی نے آپ کی تقدیم میں ایک قصہ بھیں کی۔ اس عظیم صوفی نے پیشی لیئے سے الکار کرتے ہوئے کہا کہ اگر دنیا پر لمحہ سوتی اور دھاکر لاگر دھاتا کر میں کوئی تحریک کام کر سکوں۔ ڈاکٹر نارنگ نے ملک کام جاری رکھتے ہوئے کہ، "اردو مختلف تدبیج ہوئن، مذاہب اور مختلف اقلیات اور اخلاقیات کو ہماں تیرہ ٹھکر کرنے کی قیمت خداوند صلاحیت رکھتی ہے۔"